سید یونس الحسنی

اُداسیوں کے مدفن

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے منصورہ ڈگری کالج کی توسیعی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حاضرین محفل کو بتایا کہ ''گزشتہ پچاس برسوں میں تعلیم اور مذہب کیلئے یہاں کچھ نہیں کیا گیا۔ البتہ اینگلو امریکن اور یورو انڈین نظامِ درس وتدریس ضرور کاشت کئے گئے ہیں۔ وطن عزیز میں اس وقت چھ سے زائد اقسام کے طریق تعلیم رائج ہیں۔ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں بدکرداری کو ہماری شکست کی بنیادی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہم نے اتنے بڑے حادثے سے سبق نہیں سیکھا۔ انڈیا سے دوستی کی پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ امریکی نیو ورلڈ آرڈر پر چپکے چپکے عمل کیا جا رہا ہے۔ جہادی تنظیموں کا راستہ روکا جا رہا ہے۔ ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کا ماٹو رکھنے والی اسلامی فوج کو مکمل منصوبہ بندی کے تحت ڈھکے چھپے انداز میں سیکولر بنانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے سائنسدانوں نے بہت کٹھن مراحل سے گزر کر قوم کو سربلند کیا اور اقوام عالم میں باوقار مقام دلایا مگر مخصوص لابی بعض خفیہ مقاصد کی تکمیل کیلئے ان فرزندانِ وطن کو ایک ایک کر کے عضوِ معطل بنواتی جا رہی ہے۔ معلوم نہیں ہمارا منافقانہ رویہ کل کلاں کیا گل کھلائے گا''۔

قاضی صاحب محترم نے ساری باتیں نہایت سوز وگداز سے ارشاد فرمائیں۔ ان میں شکوک وشبہات کی گنجائش قطعاً نہیں۔ جب سے موجودہ اہلکاروں نے نظامِ مملکت سنبھالا ہے، آئے روز عجیب وغریب دھماکہ خیز واقعات منصۂ شہود پر آ رہے ہیں۔ پی ٹی وی خاصا ''بے شرم'' اور کیبل آپریٹرز ''ننگ دھڑنگ'' ہو گئے ہیں۔ بعض بڑے تعلیمی اداروں میں موجود نظریاتی ''آوارہ گروہ'' دھڑلے سے زبان کے ''چٹخارے'' لینے لگے ہیں۔ سنتِ رسولؐ داڑھی کا استہزا اور تمسخر اڑا کر ''نیکر یا نیپکن'' پہننے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ پھر لوگوں کو ہیجان خیزی سے بچانے کیلئے تردیدی بیانات لگوائے جاتے ہیں۔ احتساب کے نام پر کسی کو ''باہر'' بھیجنے کے لئے ڈیل کی جاتی ہے۔ کسی کی واپسی کیلئے تانا بانا بُنا جاتا ہے۔ بڑے بڑے ''کھوکھپ'' مجرموں سے ''صلاح سوتر'' کر کے ضلعی حکومتوں کا کھڑاک کیا گیا ہے۔ نئی قیادت آگے لانے کے نام پر انہی ''حسبی نسبی'' سُورماؤں کی حرام خور وحرام پوش ''آل اولاد'' کے لاڈ لڈائے جا رہے ہیں۔ جہاں تہاں چناؤ کی رسم ادا ہوئی، وہی پرانے ''گدھ'' یا ان کے بیٹے بیٹیاں، بھتیجے بھتیجیاں، سالے سالیاں، دور ونزدیک چاچے چاچیاں، بھائی بھابھیاں بکثرت فائز المرام ہوئے ہیں۔ بھلے وہ پہلی دفعہ میدان میں نکلے ہوں مگر انکی ذہنی، فکری، قولی اور فعلی تربیت انکے ''بڑے بوڑھوں'' نے خوب سوچ سمجھ کر کی ہے۔ یہ سب سدھائے ہوئے ''گوریلے'' اپنے بزرگوں کے قدیم کھیل کے جی جان سے رسیا ہیں، ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔ رہ گئی بیچاری ''کرماں ماری'' قوم، تو اسے یہی کہا جائے گا کہ ہم نے بار بار اپیل کی تھی ''ایماندار اور خوش اخلاق لوگوں کو منتخب کیا جائے'' بصورتِ دیگر ''اگوں تیرے بھاگ لچھی اے۔ ہمارا کوئی قصور نہیں۔ کوئی چور ڈکیت یا جوئے باز آگے آ گیا ہے تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ الغرض ایک ہمہ گروہ ہمہ جہت بحران عمداً پیدا کیا جا رہا ہے۔ ''بسنت'' سرکاری سرپرستی میں منا کر مسلم مملکت میں ''کنجر کلچر'' کو شعوری طور پر فروغ دیا جا رہا ہے اور مختلف النوع عصبیتوں کی پشت پناہی اس پر مستزاد۔

قوم اندر ہی اندر زبردست اضطراب کا شکار ہے۔ سیاستدان اس گھناؤنی صورت حال کا شاید کلیتہً ادراک نہیں رکھتے۔ وہ پرانا راگ ''الاپتے'' جمہوری تال پر مسلسل رقص کرتے جا رہے ہیں۔ ایک نے کہا ہماری تمام مشکلات کا حل دیو استبداد کی اسی نیلم پری کے پاس ہے۔ دوسرا بولا معطل پارلیمنٹ بحال کر کے سارے روگ دور ہو سکتے ہیں۔ تیسرے کا بھاشن بھی اسی طرح کھٹا میٹھا تھا۔ ان سب ''جمہورے

گویوں'' کے ''بڑخان صاحب'' نے اپنے ''رفیقِ لیل ونہار'' سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے ''بچوں'' کی تائید مزید کی۔ یہ ''روسیاہ'' کیفیات اس امر فاجعہ کی بھر پور غماز ہیں کہ ہمارے ہاں کاروبارِ سیاست میں بوجوہ شدید ''مندے'' کا رجحان ہے۔ جمہوری مارکیٹ کے ''جنرل سٹور'' پر جاگیر دارانہ سوچ، سرمایہ دارانہ طرزِ فکر، ہوسِ زن، زر، زمین، شغلِ دُختِ رز، اور جھوٹی انا پرستی کے سوا کوئی سودا نہیں۔ یہ سب چلے ہوئے کارتوس ہیں۔ اگر پنجابی میں کہا جائے ''ایہہ انھے ہتھ بٹیرے نے نہ تیرے نے نہ میرے نے'' تو مضائقہ نہیں۔

جہاں تک طبقہ علماء کا تعلق ہے، اس پر خود پرستی کا غلبہ ہے۔ بدیں وجہ اس میں فعالیت عنقا، روحانیت مفقود۔ علمیت واجبی، وہ بھی کرداریت کے فقدان سے بے سود ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ عجز وانکسار کی بجائے ناگفتنی انتشار میں مبتلا ہے۔ باہمی بغض وحسد یہاں زوروں پر اور ضبط برداشت کی دلربائی یکسر معدوم ہے۔ فی الحقیقت یہ مفسدیت ہے۔ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ نے بالکل درست فرمایا تھا کہ ''جب علم بھی نا تمام ہو اور عمل بھی نا تمام تو ہر شعبہ زندگی میں فساد ہی جنم لیتا ہے'' معاف کیجئے گا! ہمارے ہاں منبر ومحراب ایسے ہی ''بگولوں'' کے نرغے میں ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصے سے مختلف کارنرز کے ''پلے دار'' زوردار مطالبہ کر رہے ہیں کہ فوج کی تعداد انتہائی کم کر دی جائے۔ حکومتِ وقت نے جواباً کئی سیکٹرز سے آدمی واپس بلا کر وہاں برائے نام دفاعی انتظامات رکھے ہیں۔ حس پر ہر ذی شعور اور محبِ وطن دم بخود ہے۔ بے یقینی ہر سطح پر نمایاں ہو رہی ہے۔

اس گمبھیرتا میں رہوارِ خیال نے دفعتہً زقند لگائی۔ مرحوم بغداد یاد آ گیا۔ معتصم باللہ کی خلافت کے تیسرے سال علقمی نے ہلاکو خاں کے ساتھ ساز باز کر کے خلیفہ کو ''صائب'' مشورہ دیا کہ امت مسلمہ کے اس تمدنی، روحانی، علمی اور سیاسی مرکز میں تین لاکھ فوج کی موجودگی خزانے پر ایک غیر ضروری بارِ گراں ہے، جسے ہلکا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ چند ہزار کے سوا تمام عساکر کی چھٹی کرا دی گئی۔ امراء حکومت اور اشراف کی کثیر تعداد تاتاریوں اپنی مردہ ضمیری اور قومی حمیت بیچنے کی بہت بڑی قیمت وصول کر رہی تھی۔ علماء کی مناقشت اور مناظروں نے امت کو تقسیم کر رکھا تھا۔ خلیفہ اللّلے تللوں میں مگن تھا۔ ایک روز قاصد نے اطلاع دی کہ ہلاکو خاں کا لشکر جرار بغداد کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے تو وہ بھونچکا سا رہ گیا۔ تاریخ میں لکھا ہے چنگیز خاں کا پوتا آندھی اور طوفان کا قہر بن کر بغداد پر نازل ہوا اور غارت گری کا وہ ریکارڈ قائم کیا جس کے سامنے بابل اور نینوا کی داستانیں شرمسار و سرنگوں ہیں۔ بیس لاکھ آبادی میں سے ساڑھے تین لاکھ بچ سکے۔ دجلہ کا پانی خوں رنگ اور عظیم المرتبت کتب خانے آتش فشاں بن گئے تھے۔ حساس دلوں کو سقوطِ بغداد کی ٹھیس آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ بزرگ کہا کرتے تھے۔ خلیفہ وقت نے اللہ کے دین کا مذاق اڑایا اور شعائرِ فطرت کو پامال کرنے کی سعی کی چنانچہ سلطنت عباسیہ کے آخری چشم و چراغ کو نمدے میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں سے پامال کر دیا گیا۔ چند ماہ پیشتر ہمارے ''چیف پردھان'' کی آئیڈیل مملکتِ ترکیہ کے ایک ساحلی شہر میں کسی ''بد دماغ'' جرنیل نے کلام اللہ کی تضحیک کی تھی۔ دیکھنے والوں نے دیکھا اور الیکٹرانک میڈیا پر کہہ سنایا مگر اخبارات میں پڑھا کہ وہ پوری آبادی اس طرح ملیا میٹ ہو گئی جیسے اس کا وجود ہی نہ تھا۔ حالات و واقعات منکشف کرتے ہیں کہ دودمانِ عباسیہ کا فرزندِ نابکار مکمل سیکولر تھا، ترکیہ بھی اسی راستے پر بری طرح گامزن ہے۔ اب پاکستان میں اتاترک کے معنوی فرزند لبرل ازم کے دامِ ہمرنگ زمیں کا صید زبوں ہیں۔ واقفانِ حال کا کہنا ہے مسلح افواج میں بالاقساط وسیع پیمانے پر اکھاڑ پچھاڑ ہو رہی ہے۔ قادیانی اور ایک خاص فرقے کے افسران کو بے تحاشا ترقیاں دیکر مخصوص و مؤثر عہدوں پر متعین کیا جا رہا ہے۔ سول انتظامیہ حتیٰ کہ وزارتوں میں بھی انہی طبقات کے خواتین و حضرات کی بہتات ہے۔ جفا کوشی

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر دیکھیں)